ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

اخبار الحکم

قادیان دارالامن والامان

جلد دوم | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء | نمبر اول

برکتوں کے سال
یا
پچھلے سال پر ایک نظر

گو سن ننانوے کو ختم ہوئے اور سن رواں کے آغاز کو ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے اور ہمارا اس وقت سنین پر کچھ لکھنا بیوقت کی راگنی ہی ہے۔ لیکن ہم پچھلے سال پر ریویو کرنے کی وجوہات معقول ضرورت رکھتے ہیں۔

اولاً الحکم کا سال رواں میں یہ پہلا نمبر ہے اس لئے رسمی طور پر سال گذشتہ کا ریویو مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ثانیاً گو سن ننانوے اپنی ظاہری نوعیت میں ایک عبرت انگیز اور سراپا مصیبت سال گذرا ہے اور اس کی ظاہری مصیبتوں نے بعض اہل ظاہر کو عام الحزن کہنے پر مجبور کیا۔ مگر نفس الامر میں وہ ایسا سال نہیں ہے اس لئے ان غلط فہمیوں کو دور کرنا بھی ضروری ہے۔

ثالثاً۔ اس سال میں ہمارے مشن کی فتوحات اور کامیابیاں اس کثرت سے ہوئی ہیں کہ ان کی نظیر پچھلے سالوں میں نہیں ملتی لہذا اس پر نظر ثانی کی اشد ضرورت ہے

الغرض۔ بہ وجوہات بالا ہم سن ننانوے پر ایک اجمالی نظر کرتے ہیں۔

جس میں یہ بتلایا جائیگا کہ اس سال میں اللہ کریم نے دنیا کو دردناک عذاب سے بچانیکیلئے جو اسکے مامور کی مخالفت کیوجہ سے آتا الا انها تخلف ... اسکی صداقت کو ظاہر کیا۔ تفصیلی طور پر ہم اس رپورٹ میں بحث کریں گے۔ جو قادیان دارالامان کے سالانہ جلسہ کے کوائف اور مضامین کی جامع ہے۔

زمانہ کی تعریف

برس خرید ماہ دار دگر بر بیند بر محمل ما۔

تغیر پذیر حالتوں کے مجموعہ اور نو بنو حوادث کے شیرازہ ہی کو ہم زمانہ کہتے ہیں۔ وجود و عدم ثبات و زوال۔ اقبال و ادبار۔ حیات و ممات کے متضاد نتائج پر غور کرنیسے یہ اور بھی وضاحت سے ذہن نشین ہو جاتا ہے کہ زمانہ ہے کیا چیز؟ اگر ہماری ہستی اپنے قابو پر ہوتی تو ہم اوسے ناپائدار اور زمانہ کو قدیم مان لیتے۔ لیکن ہماری اضطراری حالت رہ رہ کر بتا رہی ہے کہ ہر سانس کے بعد ایک نئے عالم میں جا پہنچتے ہیں۔ یہی سانس اگر کوئی محسوس شے ہوتی تو دکھا دیتے کہ لمحے منٹ گھنٹے دن ہفتہ مہینے سال قرن اسی کی آمد شد کا ایک نتیجہ ہیں۔ مگر افسوس اس مجموعہ حیات اور مجموعہ ذات کو ہم تدرکی نگاہوں سے نہیں دیکھتے ... دن غفلت میں گذر گئے اور ہماری اپنی مصیبتوں میں عمر گذر رہی ہے ... اتنے ہفتے ... اس زمانہ کی فکر میں ...

کو دن کے نیک و بد اعمال کا اور دن کو رات کے حسنات و سیئات کا کبھی محاسبہ نکیا ع دن کٹا جس طرح کٹا لیکن رات اور کٹی۔ انسان کی غفلت پر افسوس! کہ وہ اپنی زندگی کو عزیز رکھتا ہے۔ اور بدلہ زندگی کی پرواہ نہیں کرتا جس طرح اپنے دم سے دوسروں کو نہ دینے کا بخیل ہے۔ اوسی طرح ایک ایک دم کو بے مصرف گذارنے والا مفسر ہے ع

غافل زرا مکیاد نقش کفش مباش

آئندہ زمانہ بہ نظر حساب خواہ کتنی ہی دور ہو۔ مگر کل آفتاب سے ظاہر ہے۔ کہ آنے والا خواندہ مہمان ہو یا ناخواندہ سبک رفتار ہو یا نازک خرام ایک نہ ایک دن ضرور آ کر رہیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت یا یوم الحساب منکروں کے نزدیک فرضی یا وہمی امر ہو۔ مگر عاقبت بینوں کے رویہ دار فہم سے کام لینے والوں کے نزدیک ہے۔ الغرض آناً فاناً ایک نئی تبدیلی اور نیا عالم اوس آنیوالی گھڑی کی خبر دیتا ہے۔ یوں تو انسانی ہستی کے لئے ہر لحظہ ایک تغیر ہوتا رہتا ہے۔ جو لاپروائی اور عدم توجگی کے باعث محسوس نہیں کیا جاتا۔ مگر جو انقلابی دلچسپ سین سال کے خاتمہ پر نظر آتا ہے جبکہ دنیاوی کاروبار ایک نئی حیثیت قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ اوس وقت جو کیفیت و لپر گذرتی ہے۔ ایک دم کے لئے تو وہ ضرور چونکا دیتی ہے۔ اگر کوئی شخص سرسری طور پر استعجاب کے ساتھ اتنا کہکر نہ ٹال دے کہ او ہو سال گذر گیا؟ لہذا

فٹ نوٹ۔ سالانہ رپورٹ زیر طبع ہے +

مامور بھی کرتے تو جو عمدہ نتیجہ اس وقت اس کے ذہن پر انتے ہیں اور جو سبق وہ حاصل کر سکتا ہے بلا شک وہ بڑے قیمتی ہیں۔

لیکن اس نتیجے اگر کوئی سبق لے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی بے اعتبار زندگی کو سہل کر لیگا - لیکن عام طور پر وقت کا ناچیز اور کمتر حصہ جس طرح زندگی کو گذار رہا ہے - اوس پر بہت کم لحاظ کیا جاتا ہے - مگر جب سال ختم ہو کر یہ پکارتا ہے - کہ عمر میں سے ایک سال اور کم ہو گیا تو واقعی ایک عبرت انگیز افسوس پیدا ہوتا ہے - جو تھوڑے عرصہ کے لئے دل کو بے چین کئے بغیر نہیں چھوڑتا - مگر یہ ایک ایسا مسلمہ امر ہے کہ جو لاکم و کاست اسی طرح ہوتا رہیگا جب تک کہ وہ وقت خاص نہ آجائے - اور یہی وجہ ہے - کہ اہل دنیا سال کے شروع میں اپنی سلامتی کے لئے شکریہ کرتے ہیں اور اپنے اندر ایک تشویش پیدا کرنے والا خیال پاتے ہیں جو بیکلی کے ساتھ یہ سوجھا دیتا ہے کہ خدا جانے ہمکو نیا سال دیکھنا بھی نصیب ہوگا یا نہیں -

فی الجملہ نئے سال میں اگر کوئی بات قابل غور ہوتی ہے - تو وہ یہی ہے کہ انسانی ہستی کو اپنے آیند قیام کے واسطے کسی قدر تردد کا موقع ملتا ہے - اور اسی لئے یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی حالت پر غور کر کے آیندہ کی فکر کرنے کی مہلت ملتی ہے اگر کسی شخص نے اس عظیم الشان تبدیلی سے فائدہ اٹھا کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لی تو سمجھو کہ اوس نے سال کی تبدیلی کی حقیقت کو سمجھ لیا - اور اوسکا مقصد بھی کسی حد تک پورا کر دیا -

یہی ایک ایسا وقت ہے - کہ **خبیر مجسّم ضمیریں** جو یوں تو کسی وقت بھی **درماندہ قوم کی حالت** سے بے فکر نہیں ہوئی تھیں - مگر اس وقت خصوصیت کے ساتھ اپنی **نکبت زدہ - شکستہ بال** قوم کی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہی ہیں - اور گڑگڑا کر خدا کے حضور دعائیں مانگ رہی ہیں - کہ خداوندا اسے **بصیرت عطا کر اور دیکھنے کی آنکھ دے** - اور ایک سوچنے والا دل **عنایت کر تا وہ نبی** کے نور کی عظمت کو پا کر خستہ حالی سے نکلے !!!

العرض اس نئی تبدیلی سے انسان کے لئے بہت سے سبق مل سکتے ہیں اگر وہ چشم بینا اور دل دانا رکھتا ہو - **مبارک ہیں** - وہ لوگ جو اس **تغیر عظیم** ہی پر موت کی نہ ٹلنے والی گھڑی کو یاد کر کے **خدا کے برگزیدہ** اور دنیا میں آنے ہوئے **نذیر کی عظمت** کو قبول کر لیتے ہیں اور ہولناک دن سے بچ جاتے ہیں اور **ہلاکت** سے اون کے لئے جواب بھی محسوس نہیں کرتے اور زندگی کو ایک پاسے دار اور اختیاری امر جانتے ہیں -

منذرجہ بالا سطور میں عام طور پر ہم نے نئے سال سے

... ... گیا ہے - اب ہم

رسمی طور پر سال گذشتہ پر ایک **ایمانی نظر** کرتے ہیں - سنہ ستانوے اپنی **نوعیت** اور **حیثیت** میں پچھلے چند سالوں سے کسی بات میں کم نہیں رہا - اور دنیا پر انواع و اقسام کے مصائب اور آلام کا ایک خاص حربہ چلتا رہا - جنہوں نے اس سال کو **عام الحزن** یا مصیبتوں کا **سال** لکھوایا - گویا ہوا قحط - وبا - **زلزلے - آتش زدگیاں** - بلاخیز **طوفان** - عالم آشوب **جنگیں** ہوتی رہیں مگر ہماری نظر میں یہ **عالم کبیر** نشان تھے جو اپنے وقت پر پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں **متکبر نادان** اون کی فلاسفی پر بحث کرتا ہو خیالی ڈھکوسلوں سے اوس کے اسباب پر غور کرتا ہے مگر نہیں سمجھتا کہ **سنت اللہ** اسی طرح پر چلی آ رہی ہے کہ جب کوئی **مامور من اللہ** دنیا میں آتا ہے - تو طبیعتوں میں **بیداری** کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور نیز ظاہر اون بد اعمالیوں کی پاداش میں جن کی **کثرت** نے اوس **مامور کی ضرورت** کو پیدا کر دیا ہے - دنیا سے ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے - اس لئے کوئی اور سن **ستانوے** کو خواہ کیسا ہی **منحوس** اور **مذموم** قرار دے - مگر اس **سنت اللہ** پر نظر کرنے والے اور پھر اوس **نذیر** کو پانے والے تو اوس کو اور بھی **برکتوں کا سال** کہیں گے کیونکہ اس کی حالت اون کی ایمانی قوت میں مضبوطی کی ایک اور نہ چڑھا دیگی - **الحکم** بھی چونکہ دنیا میں **امن** اور **سلامتی** کا پیغام لیکر **آنے والے نذیر کو خدا تعالیٰ** کی لا انتہا عنایتوں سے پانے والوں میں ہے - اس لئے وہ جہاں ایک طرف خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں

وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون -

پڑھتا ہے - وہاں خارجی طور پر ان آثار کو پا کر اوس کی **ایمانی** طاقت میں ایک خاص قوت آتی ہوئی محسوس کرتا ہے - اس لئے ہم ان **آفات** اور **بلیات** کو اپنے لئے **ایمانی جوش** عطا کرنے والے ملائکہ اور **تضرع** کی حالت پیدا کرنے والے لازم سمجھتے ہیں جنکی تہ میں وہ **مبارک وعدہ** بھی ہے کہ

ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ

ایک اور امر بھی یاد رکھنے اور خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ کریم نے قرآن کریم میں ایک اور جگہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا**

یعنی عذاب الٰہی نازل نہیں ہوتا جب تک بعثت رسول نہ ہو یہاں رسالت عامہ مراد ہے - نہ خاصہ - اس آیت شریف پر تدبر کرنے سے پتہ ملتا ہے کہ یہ ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ جب ہم آسمان پر عذاب کے آثار دیکھیں تو اوس وقت اس امر کا تو لحاظ کریں کہ اوس آنے والے کو بھی تو تلاش کریں جس کی آمد کے ساتھ یہ آثار پیدا ہوئے ہیں کیونکہ اللہ کریم کی باتوں میں تو احتمال کذب نہیں ہے - پس اس عذاب کے وقت میں جس نے کہیں بلاخیز طوفان کی صورت پکڑی - اور کہیں زلزلہ کی شکل اختیار کی - اور کہیں طاعون بن کر چمٹ گیا - اور کہیں قحط کی ہولناک اور بھیانک شکل میں بھسم کرنے لگا - یہ ضروری تھا - کہ کسی آسمان سے آنے والے کا بھی لوگ پتہ لگانے میں مصروف ہوتے تا اس ہولناک عذاب سے بچ جاتے - مگر ابھی بھی کچھ نہیں گیا - صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آ جاوے تو بھولا نہیں کہلاتا - اگر اب بھی وہ اس مامور کو پا لیں جو پانے کا حق ہے - تو جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے - کہ یہ تقدیر معلق ہے تو یہ عذاب استغفار اور رجوع الی اللہ سے ٹل سکتے ہیں - پس جن لوگوں نے سعادت مندی سے اسے قبول کیا اور انہوں نے دوبارہ تو اسے پا لیا قرآن پر تدبر کر کے سعادت حاصل کی اور اوس مامور کو پا کر اللہ کریم کے قول کو صادق پا کر ایمانی طاقت کو مضبوط کیا اور یہ وہی لوگ ہیں - جنہوں نے آنے والے **نذیر** کو پا لیا ہے -

المختصر سنہ ستانوے اپنی **نوعی حالت** کے لحاظ سے بھی ہمارے ایمان کو طاقت اور دل کو سرور بخشنے والا اور اُن واقعات کے لحاظ سے بھی جو اس **مامور من اللہ** کے مشن کے ساتھ پیش آئے کچھ کم **مبارک** نہ تھا - ہم کو اس امر کے صراحت سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اوس **مامور من اللہ** کو لوگوں سے انشروڈیوس کریں - کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کوئی ایسا متنفس نہ ہوگا - جس نے ہمارے **سید و امام** - حضور **حجۃ اللہ - محی السنۃ قامع البدعۃ** حضرت **میرزا غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد **مسیح موعود - و مہدی مسعود** ادام اللہ فیوضہم کی صدا ایک بار نہ سنی ہو - اور جس کا **پیام** اُس کے کان تک نہ پہونچا ہو -

کم بخت انسان سنہ ستانوے کے عام واقعات وبا اور **قحط** پر تو غور کرتا - اور ایک ایک دفعہ اُن کے فکر میں نیم مردہ سا ہو جاتا ہے - اور اوس کی روح کانپ اٹھتی ہے مگر نہ تو اس **مقدس انسان** کو دیکھتا ہے جس کی صداقت کے لئے یہ تمام کرشمہ قدرت ظاہر ہو رہا ہے اور نہ ان واقعات پر ریویو کرتا ہے - جو ایک **بدیہی شکل** میں خاص اُس کے

رہی فتوحات ہیں۔ ہم اپنے ناظرین کے فرض کے لیے اور اس خیال سے کہ شاید ان باتوں سے کوئی مستعد طبیعت صداقت کو پالے۔ سنہ ستانوے کے واقعات پر نظر کرنا چاہتے ہیں۔ گو اوس کو ختم ہوئے ڈیڑھ ماہ گذر گیا اور اس وقت بظاہر یہ بے وقت کی راگنی اور باسی کڑھی کا اُبال سمجھا جائیگا مگر نہیں سنہ ستانوے اپنی مجموعی حالت میں ہماری مشن کے لئے ایک بین نشان رہا ہے۔ اس لئے اس کا ذکر خالی از منفعت نہو گا۔

بد اندیش مخالفین سال بھر اپنی لاحاصل کوششوں سے خدا تعالے کے قائم کردہ مشن کو نیست و نابود کرنے میں ان تھک اور سر توڑ کوششیں کرتے رہے۔ مگر خدا تعالے اوس کی عظمت اور اپنے بندے کا جلال اور بھی ظاہر کرتا گیا۔

نا عاقبت اندیش مخالف۔ اس سال اپنی عمدہ سی مخالفتوں میں ناکامیاب اور مایوس ہو کر دردناک عذابوں میں گرفتار ہوئے۔

شروع سال ہی سے مبارک زمانہ شروع ہوا۔ اور پہلی سہ ماہی کے اندر وہ عظیم الشان نشان پورا ہوا جو ایک آریہ نامی قوم کے لئے مخصوص تھا۔ اور جسے ۱۸۹۲ء میں عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب۔ کے دل کو ہلا دینے والے الفاظ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ یعنے پنڈت لیکھرام کی خارق عادت رعب اور ہیبت رکھنے والی موت جس پر مخالفین کو بھی پیشگوئی کے پورا ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ لیکن اونہوں نے اپنی عادت قدیم سے اس قتل کا بے فائدہ اور ناپاک الزام۔ ہمارے امام پر لگایا اور بہتیر اشور مچایا مگر آخر خدا تعالے نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھائی۔ اور دنیا کو دکھا دیا کہ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ کا مطمئن کرنے والا آوازہ ہر وقت صادق کے کانوں میں گونجتا رہتا ہے۔ باوجود شرمناک الزاموں کے لگانے اور پھر پوری طاقت علم اور روپیہ کی رکھنے کے بھی مخالف شرمندہ ہوئے۔ اور اظہار صداقت کے لئے خدا تعالیٰ کا زور آور حملہ وہ برداشت نہ کر سکے۔ اسی کے ضمن میں اون کوتاہ اندیش پیشہ کے اعتراض بھی دفع ہوئے جو پیشگوئیوں کی خدا وجود بالمقابل بلانے کے بھی نجوم و جفر کے ڈھکوسلوں تک بتاتے تھے کیونکہ سرکاری مہر پر خانہ تلاشی ہو جانے پر ثابت ہوا کہ کوئی رصدگاہ نہیں بنی ہوئی اور نجوم و رمل و جفر کے آلات کا کہیں نام و نشان تک نہیں۔ گویا اس ایک نشان کے ساتھ سفلہ مزاج لوگوں کے کذب کا علے رؤس الاشہاد اظہار ہو گیا۔ مباہلہ یعنے آسمانی فیصلہ کی طرف مخالف الرائے مولویوں کو بلایا گیا۔ مگر دل کے کم زور کب خدا تعالے کا مقابلہ کر سکتے تھے نہ آئے پر نہ آئے۔ بیجا عذروں اور رکیک حجتوں سے ٹلتے رہے۔ آخر قصور والا مولوی آیا۔ اور مباہلہ کا برائے نام ارادہ ظاہر کیا لیکن وہ سال کے اندر ہی اوس ارادہ کی یاد داغ میں درد کب موت کا طعمہ بنا۔ گورنمنٹ کو اکسانے والا اور بے جا اتہام لگانے والا ناظم الہند اپنی بدزبانیوں کی سزا پا کر رہا۔ بمبئی تک جا کر سیدنا مرزا صاحب کی مخالفت میں لیکچر بازیاں کرنے والا ہدایت رسول جو دل آزار گالیاں دے کر دل خوش کیا کرتا تھا۔ آخر اپنے کو تکوں جیل میں پہونچا۔ آسمانی باتوں پر استہزا کرنے والا اور الہامات کو صرف ایک میڈیم کے تفکرات اور ملائکہ کو خیالی شکلیں قرار دینے والا انبیا پرشاد بدخواہی سرکار میں پکڑا گیا مگر افسوس اوس کا مسمریزم اُسے نہ بچا سکا۔

سب سے بڑے اور زبردست مخالف شیخ بٹالوی نے اپنا پورا زور لگا کر مخالفت کی یہاں تک کہ جب اور کسی طرح زور نہ چلا۔ تو عیسائیوں کے جعلی اور مصنوعی مقدمہ میں شہادت دینے آیا اور طلب کرسی پر وہ جھاڑ کھائی۔ اور وہ ندامت اُٹھائی۔ کہ عمر بھر نہ بھولے گا۔ اور عام ہار امنی کا تمغہ حاصل کر لیا۔

عیسائیوں نے بھی اپنی کوششوں میں کمی نہیں کی یہاں تک کہ اقدام قتل عمد کا مقدمہ بنا کر عدالت کے دروازے تک پہونچے۔ لیکن باوجود اپنے وہمی اور خیالی زور۔ حکومت کے آخر گورنمنٹ انگلشیہ کے انصاف نے اس مامور من اللہ کو عزت و احترام سے بری فرما کر۔ ابرا کے الہام کو پورا کیا۔ اس مقدمہ کے بعض حالات ہم جنگ مقدس دوم میں شائع کر چکے ہیں۔ اور عیسائیوں پر وہ ذلت کی مار پڑی کہ منہ دکھلانے کے قابل تو نہیں رہے۔ اس عظیم الشان مقدمہ میں کسر صلیب کا نشان پھر ایک اور رنگ میں پورا ہوا۔ اس مقام پر یہ ظاہر کر دینا بھی مناسب اور بے محل نہیں کہ نا عاقبت اندیش۔ الہام کا دعوے کرنے والا غزنوی طائفہ بھی رد دعا کی ذلت میں پکڑا گیا۔ متذکرہ بالا مقدمہ کے رجوع ہوتے ہی اول تو اونہوں نے خلاف واقعہ یہہ مشہور کر دیا۔ کہ سیدنا مرزا صاحب کے دشمن بذریعہ وارنٹ پابجولاں امرت سر گرفتار ہو کر آ گئے اور پھر ہر نماز میں بھی یہی عاجز مانگنی شروع کیں۔ کہ اون کو اس مقدمہ میں سزا ہو۔ مگر اونکی دعائیں صرف منہ کی پھونکیں ہی ثابت ہوئیں۔ اور اونھوں نے کچھ بھی اثر پیدا نہ کیا۔ بلکہ رد ہو کر ذلت کی شکل اختیار کر کے کرنے والوں پر پڑیں۔ اور آسمانی نور عدالت میں بھی چمکا۔

کم سمجھ۔ مباہل۔ مباہلہ کرنے کے بعد بھی

فٹ نوٹ اکثر نادان عیسائی اپنے خیال اور زعم میں گورنمنٹ کو عیسائی سمجھ کر بعض کم زور طبیعت کے لوگوں کو ڈرا دیتے ہیں کہ گورنمنٹ ہماری ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں۔ گو گورنمنٹ کا مذہب عیسائی ہے۔ مگر اوس کی بلند نظر میں عیسائی یہودی۔ مسلمان۔ اور ہندو سب ایک ہی درجہ اور پایہ کے ہیں۔ ہم نے اکثر دفعہ عیسائی منادوں کو علانیہ وعظ کرتے سنا۔ اور جاہلوں کو بہلاتے دیکھا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ گورنمنٹ ساڈی ہے۔ اسیں جو چاہیئے کر اسکدے ہاں۔ ایسے لوگ گورنمنٹ کو بدنام کرتے ہیں۔ جسکا گورنمنٹ کو ایکشن لینا چاہئے۔ اور ہم فخر اور ناز سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارے امام کا مقدمہ اس امر کی ایک مبین دلیل ہو گیا ہے۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کو عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر سب اقوام برابر ہیں۔ وہاں کسی کی کوئی خاص رعایت نہیں ہے۔ اسی لئے اس مقدمہ میں عیسائیوں کا غلط اور دھوکا دینے والا زعم بالکل بے اصل ہے۔ ایڈیٹر

... جنہوں نے ایک خاص رنگ میں دعا کی تھی کہ سیدنا **مرزا صاحب** پر عذاب آوے - اور پھر اوس دعا کو مردود اور مخذول پاکر **مباہلے** کے لئے تیار ہوتا رہا - گویا یہ بھی ہماری ہی **فتح** اور **کامیابی** تھی - کیونکہ ہمارے **امام** نے امرتسر کے **مباہلہ** میں فریق مخالف کے لئے **بددعا** نہ کی تھی - بلکہ اوسنے ہمارے لئے بددعا کی تھی - اب اگر وہ سچا تھا - اور خدا اوس کے ساتھ تھا - جیسا اوس نے ظاہر کیا تو پھر اوسکی دعا کا رد ہونا اُس کے لئے کوئی کم نشان نہ تھا کیونکہ سمجھنے کے لئے اُس سے بددعا کی ایک سال کے اندر اثر عذاب سے ہی محفوظ نہیں رہے - بلکہ نت نئی کامیابی ہمارے شامل حال رہی ہے - اور خدا تعالے نے اپنی برکات اور انوار کا دریا بہا دیا ہے - یہ بھی **کچھ کم کامیابی** نہیں کہ خدا تعالے نے اوس **گروہ کے صوفی** کو جو سر اداہ مباہلہ کیا - گویا اوسنے خود اپنی **ذلت** کا اعتراف کر لیا کیونکہ اگر وہ یقینی طور پر **مباہلہ** کا اثر سمجھ چکا تھا - تو پھر مکرر خواست **مباہلہ** کیا مطلب رکھتی تھی - الغرض **غزنوی طائفہ** کو انکی **دعاؤں اور چیخوں** نے کچھ فائدہ نہ پہونچایا - اور **آسمان** نے ظاہر کر دیا - کہ **خدا اونکے ساتھ نہیں** -

اس کے علاوہ چودھویں صدی کے بزرگ کا استہزا اور بزرگ موصوف کے لئے یک سالہ پیشگوئی کا اعلان اور بزرگ موصوف کا رجوع بھی کوئی کم نشان نہ تھا - ان سب باتوں کے علاوہ صدہا معزز اشخاص نے اس سلسلہ کی عظمت کو قبول کیا - جنمیں سے ایک باخدا سجادہ نشین بھی شامل ہیں - اور جو ایک والی ریاست کے مرشد بھی ہیں - رسالہ جات اور ہزارہا اشتہار امصار و دیار میں پھیلا دیے گئے -

سنہ ستانوے کی بہترین یادگاروں میں سے **ڈائمنڈ جوبلی** سمجھی گئی ہے - اوس تقریب پر بھی اس **مامور من اللہ** نے جو اپنی **محسن گورنمنٹ** کا اہل جزاء الاحسان الا الاحسان پر عامل ہو کر **فطرتی** طور پر سچا **عقیدتمند** اور **ہوا خواہ** ہے - اپنی مہربان ملکہ معظمہ کے عظیم الشان بشارت بخش دن کی تقریب پر جو کل رعایا کے لئے مسرت مجسم تھا - اپنے رنگ پر خوشی منائی - اور خاص دارالامان میں **جلسہ احباب** منعقد کرکے چھ مختلف زبانوں میں اوس کی **درازی عمر - صحت** اور **ایمانی دولت** کی افزونی کیلئے پر جوش دل سے دعائیں مانگیں - اور کثیر التعداد کاپیاں چھپوا کر تقسیم کیں - غربا اور مساکین کو کھانا دیا گیا - خیرات ہوئی - اور خاص اسی تقریب کے لئے ایک **بے نظیر تحفہ** اور **سچا ہدیہ - تحفہ قیصریہ** کے نام سے تالیف کرکے نہایت عزت و احترام سے اپنی مہربان **ملکہ** کے پاس بھیجا - جس سے بڑھکر **بہتر** اور **مبارک ہدیہ** کبھی **قیصرہ مبارکہ** کو نہ دیا گیا ہوگا - یہ ہدیہ - **صداقت** اور **معرفت** کا نور اپنے اندر رکھتا ہے - اور سچی ارادت اور عقیدت کے جوش سے **لکھا** گیا ہے - اور جب وہ یہانتک پسند کیا گیا کہ مکرر سرکاری طور پر خاص **لنڈن** سے اوسکی جلدوں کو نہایت شوق اور مسرت سے طلب فرمایا گیا - **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**

اسی سال کے دوران میں **امام ہمام** کے **نور البصر** میرزا **محمود احمد** کی آمین ہوئی جسپر **محمود کی آمین** کے نام سے ایک چھوٹی سی مثنوی شائع کی گئی جسکو پڑھ کر اہل دل ایک بہترین سبق حاصل کر سکتے ہیں - جو اوسمیں ایک خاص امتیاز پائیں گے کہ ان لوگوں (**ماموران من اللہ**) کی خوشیاں کیا رنگ رکھتی ہیں -

سال کے آخر پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جسمیں دور دراز کے احباب جمع ہوئے - **نہایت ہی نایاب** اور **پُر اثر تقریریں** ہوئیں - جو خود حضور **امام ہمام** علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمائیں - اور اُس کے ہی رنگ سے رنگین ہو کر ہمارے واجب التعظیم مخدوم حضرت مولوی **نورالدین** صاحب بھیروی اور واجب الاحترام مولانا مولوی **عبدالکریم** صاحب سیالکوٹی اور سراپا لیاقت حضرت سید **محمد احسن** صاحب امروہی نے قرآن کریم کے سرور بخش بلکہ حیات بخش **نکات** بیان فرمائے (یہ تمام تقریریں جداگانہ طور پر سالانہ جلسہ کی رپورٹ کی صورت میں عنقریب طبع ہو کر نکلنے والی ہیں -) اور اسی سال میں سالانہ جلسہ کی روئداد کو بصورت **رپورٹ** مرتب کرنے کی تجویز کی گئی - جسکی تصنیف کا تاج ہمارے مخدوم مولوی **عبدالکریم** سیالکوٹی کے سر پر رکھا گیا - ہم نے ان باتوں کو اسی لئے نشانات کے ذیل میں داخل کیا ہے کہ اس سے پیشتر بھی لوگ دسمبر میں آتے تھے - **تقریریں** ہوتی تھیں - مگر امسال جو اثر ہوا وہ اپنی شکل میں **بے نظیر تھا** - اور ایسے خیالات کا پیدا ہونا کامیابی کے آثار ہیں - اور صداقت کی روح کیونکہ اگر خدا تعالے کا قائم کردہ مشن نہوتا - تو ایسے خیالات جو اوسکی عام اشاعت کا موجب ہوئے ہیں پیدا ہی نہ ہوں - **اسی** مبارک سال میں **حجۃ اللہ** اور **انجام آتھم** جیسی کئی زبردست کتابیں عربی اور اردو میں شائع کی گئیں - اور کتاب **البریت** کی تالیف اور طبع کا سلسلہ شروع ہوا -

اسی مبارک سال میں مدرسہ **تعلیم الاسلام** کا اعلان جاری کیا گیا جو اب خدا کے فضل سے شروع سال سے جاری بھی ہو گیا ہے -

منجملہ دیگر برکات اور فتوحات کے **الحکم** کا اجرا بھی اسی **مبارک سال سے** ہوا - اور **الحکم** کے ذریعہ جو کچھ کام اور کامیابی ہونے والی ہے - اوس کو اللہ علیم خوب جانتا ہے - ہماری **جماعت** کے ہر فرد بشر پر بہت سی **برکتوں کا نزول** ہوا - اون کی حالتوں اور جماعتوں میں خاص تبدیلی اور طاقت آگئی - عموماً وہ اپنے ارادوں اور آرزوں میں کامیاب ہوئے -

ہمارے نوجوان اپنے امتحانوں میں کامیاب ہوئے خصوصاً مرزا **یعقوب بیگ** صاحب امتحان میں کامیاب ہو کر اسسٹنٹ سرجن ہوئے - ڈاکٹر **عبدالحکیم** خاں اسسٹنٹ سرجن بڑے سرجن بھی نہ رہے - بلکہ ایک مشہور و معروف کتاب **ذکر الحکیم** کے مصنف بھی بنے - ہمارے نوجوانوں کے فخر ہمارے مخدوم خواجہ **کمال الدین** صاحب بی - اے - ایل

پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور مع اپنے دوسرے احباب منشی چودھری نبی بخش بی۔ اے۔ مولوی محمد علی ایم اے وغیرہ قسم کے قانونی امتحانات میں شامل ہوئے۔ اور خدا کے فضل سے سب کے سب کامیاب ہوئے۔ **اللھم زد فزد۔**

الغرض ہر پہلو اور ہر حیثیت سے اس سال کو مبارک پایا۔ اور اس لئے ہم اس کو **عام الحزن** نہیں بلکہ **برکتوں کا سال** کہیں گے۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس سال کو ہمارے لئے بھی اپنی **برکات کا** سال بنا دے۔ اور سعادتمند اور **نیک طینت** لوگوں کے لئے ہدایت کے راستہ کھول دے تا وہ اس کے فرستادہ کو دیکھ لیں۔ اور اسکی طرف آسکیں۔ **آمین**

ایڈیٹوریل نوٹس

الحکم کا آئندہ ارنگ

للہ الحمد آنچہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

پچھلے دنوں الحکم کی اشاعت و اہتمام میں جو نقائص پیدا ہوتے رہے۔ اور خصوصاً پچھلے ڈیڑھ ماہ سے اوس کی اشاعت قطعاً بند رہی۔ اگرچہ اسنے ہمارے احباب کو اخبار اور خود ہماری نسبت کسی شکایت کا موقع دیا ہو۔ مگر ہم تو اسکے مشکور ہیں کیونکہ اسی بے قاعدگی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ الحکم کی نسبت ہمارے دوستوں اور بزرگوں کی جو خواہشیں تھیں انکی پورا ہونیکے اسباب ہی پیدا ہو گئے۔ اور اخبار اپنی شکل و صورت اور اہتمام میں **قومی امتیاز** اور ترقی حاصل کرنیکے قابل ہو گیا۔ اور الحکم کو اپنے **مشن کا سچا خادم** اور **آرگن** بنانے کی جو تمنا ہمارے دل میں تھی۔ اسکے پورا ہونیکا وقت آ گیا۔ اور خدا نے ہماری دلی آرزوؤں اور التجاؤں کو سن لیا۔ اور اپنے نیکی اور بھلائی کے **فرشتوں** کے ذریعے ہماری تمناؤں کے بر آنیکے اسباب مہیا کر دیے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اسوقت ہم ان مقاصد و اغراض کی تشریح نہیں کر سکتے۔ جو الحکم کی اشاعت سے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک معین و فیصلہ شدہ ہیں۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ اب ہم ان مقاصد کو زیادہ وسعت کے ساتھ پورا کرسکنے کی امید کرتے ہیں۔ بہرحال اب الحکم جس رنگ میں نکلے گا۔ اوسکو ناظرین خود ملاحظہ کر لیں گے۔ چونکہ پچھلی بے قاعدگی

ہی کا نتیجہ ہوا ہے۔ کہ اخبار اپنے مرکز پر پہونچ گیا ہے جسکی تمنا اور آرزو دل میں تھی اسلئے ہم اپنے ناظرین سے پہلی ناہموار اشاعت کے لئے معذرت بھی نہیں کرنا چاہتے۔

گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑیگی

کچھ عرصہ سے **زبان کی قطع** و برید اور پھر اسکے مکرر چڑھ جانے کے متعلق عام خبریں ہمارے کانوں تک پہونچ رہی ہیں۔ بعض آرتھوڈکس **ہندو اخبار** اسکو اپنی **دیوی ماتا کے کرشمہ** اور خوارق بتلا کر اچھل رہے ہیں۔ ہم کو اسپر کسی قسم کی علمی بحث کرنیکی اس زمانہ **سائنس** اور **روشنی** میں ضرورت نہیں۔ کیونکہ **زبان** کے لعاب میں خود زخم بھرنے کی فطرت اور خاصیت موجود ہے اور اسکے زخم خود بہت جلد اچھے ہو سکتے ہیں۔ اور خود **اہل ہنود** ہی میں کا **آریہ فرقہ** اسکے سخت مخالف ہے۔ اور انہوں نے بھی اسکو ایک خانہ ساز بات ثابت کر دکھایا ہے۔ اگر **دیوی صاحبہ** اپنے کرشمہ دکھائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اور وہ ضرور کسی کنواری لڑکی ہی میں حلول کر کے خوارق دکھانا ہی چاہتی ہیں۔ تو **دیوتا جی** کے سیوک اور پجاری بہتر ہو ملکر اوس کے سامنے بینتی کریں۔ کہ وہ مادرزاد گونگوں کی زبان کشائی کریں خیر یہ وہ کریں یا نہ کریں۔ ہم کو ان باتوں کی پرواہ نہیں اور نہ ہم یہ بحث کرنیکی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کہ کسی سے پوچھیں کہ کیوں صاحب جب کوئی **کنواری کنیا کسی دیوی جی** کا مظہر ہو جاتی ہے پھر اسے ساری عمر **کیوں** مجرد ہی نہیں رہنے دیتے۔ بلکہ ہمارا مقصد اور منشا صاف گورنمنٹ کو توجہ دلانا ہے۔ کہ کیوں ان واقعات کو اقدام خودکشی میں نہ رکھا جائے؟ جس حال میں **ستی** جیسی قبیح رسم میں دخل دے کر لکھوکہا عورتوں کی جان بچائی گئی ہے۔ تو اس فعل سے جو نتائج بد کا نتیجہ ہونے والا معلوم ہوتا ہے۔ کیوں نہ حکماً روکا جاوے۔ **موضع دھاریوال ضلع** گورداسپور میں خود **دیویاں ہی** رہ لڑکیاں جو بنام دیوی ماتا مشہور ہو کر زبان چڑھانے آتی تھیں، **گتھم گتھا** ہو کر دست بدست دیگرے۔ پا بدست دگرے کی مصداق بنیں۔ فی الجملہ اس امر اہم کی طرف گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑے گی۔ ورنہ اندیشہ ہے۔ کہ یہ فعل کثرت سے جاری ہو کر موجب خلل امن عامہ نہو۔

سرکاری ملازم ہیں یا مذہبی واعظ؟

چندروز ہوئے **موضع قادیان** ہی میں ایک صدر قانونگو صاحب بہ تقریب دورہ تشریف فرما ہوئے اور ضمنی طور پر آریہ سماج کے اپدیشک کا بھی کام کرنے لگے۔ اور خوب دھڑلے سے **اسلام اور بانی اسلام** علیہ الصلوٰۃ والسلام پر **حملے** کئے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ یہ لوگ سرکاری ملازم ہوکر کیوں اپنی ڈیوٹی کو نہیں سمجھتے جو لوگ کھلم کھلا اپنے خیالات مذہبی کو بطور واعظ ظاہر کریں پھر کیا بحیثیت سرکاری ملازم ان سے امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے مخالف الرائے **فریق** سے بھی وہی سلوک کریں۔ جو اپنے موافق بھائیوں سے کرتے ہیں۔ ہم کو اس معاملہ پر زیادہ وضاحت سے لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور ضلع گورداسپور کے **بیدار مغز** ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی توجہ موجب منعطف کرانی پڑیگی۔ مزید حالات پھر لکھیں گے۔

تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۸ کی توسیع کی ضرورت

بارہا اس ضرورت کو محسوس کیا گیا ہے کہ مقدمات اغوا کے متعلق دفعہ کو توسیع کیا جاوے۔ عموماً اغوا کا الزام مردوں ہی پر لگایا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعات اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بسا اوقات اس جرم کی مرتکب عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ اور پھر بھی مرد ہی پھنسائے جاتے ہیں حال میں ایک مقدمہ تورح قادیان میں ایک ذیلدار کی لڑکی کے اغوا کا ہو رہا ہے۔ جسکی بابت نام چرچا پھیل رہی ہے۔ پولیس نے نہایت کوشش اور محنت سے تفتیش کی ہے۔ ہم مقدمہ پر اسوقت کوئی رائے نہیں دیتے بجز اسکے کہ قانون انگریزی میں ہر فرد بشر خواہ مرد ہو یا عورت شامل ہیں۔ لیکن اس اغوا کی دفعہ میں عموماً مردوں ہی کو سزا ہوتی ہے۔ باوجودیکہ وہ خود اکثر اغوا کی جاتی ہیں ایسی بہت سے مثالیں موجود ہیں امید ہے کہ گورنمنٹ اسطرف توجہ ہوگی۔

آریہ سماجیں ہم رنج

مقتول لیکھرام کے جنازہ پر بہت سی تقریریں ہوئیں لیکن آریہ سماج کی دو متضاد فریقوں کو باہم ملانے کی کوشش معلوم ہوتا ہے بالکل بیسود اور اکارت جائیگی۔ کیونکہ باہمی تفرقہ پردازی کے سامان پھر موجود ہو گئے ہیں۔ چنانچہ بازیاں ہو رہی ہیں بلکہ اخبارات کی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لاہور کی کالج پارٹی نے لیکھرام میموریل فنڈ میں جو چندہ دیا ہے یا اسکے ہم خیال اشخاص نے مختلف مقامات سے دیا۔ اسکو واپس

طاعون پر سیدنا مرزا صاحب کا اعلان اور پیسہ اخبار لاہور کی غلط فہمی

بترسید از خدائے بی نیاز سخت قہار۔ نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسی نکوکار
من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود نیز فکرے کن۔ خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیار

ہماری شومی اعمال سے طاعون نے ہندوستان کے بعض مشہور شہروں کے بھسم کرنے سے سیر نہ ہوکر پنجاب میں بھی پھیرا ڈالا ہے۔ اور ضلع **جالندھر** اور **ہوشیارپور** کے بعض دیہات میں یکے بعد دیگرے اپنا قبضہ کرکے پنجاب کے باشندوں کو عموماً اور حکام کو خصوصاً ایک گھبراہٹ اور تذبذب میں ڈال دیا ہے۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ انسداد وبا کے لئے فرد گذاشت نہیں کیا۔ بعض دریدہ دہن لوگوں سے سب و شتم بھی سنا۔ مگر بایں ہمہ اپنی فراخ دلی اور اُس درد دل سے مجبور ہوکر جو رعایا کی تکلیفوں پر اُسے اس سے زیادہ پہونچتا ہے۔ جیسے بچہ کی تکلیف پر ماں کو وہ اپنی **جائز** اور **مناسب** تدابیر انسداد وبا سے بےفکر نہیں ہوئی۔ اور جہاں تک بن پڑتا ہے۔ وہ کوشش کر رہی ہے۔ کہ اس نامراد مرض سے رعایا کو بچاوے۔

طاعون۔ کے اس بے طرح پھوٹنے اور نہ رکنے والے عذاب نے ہر ایک دل میں جو **بنی نوع انسان** سے کچھ بھی تعلق رکھتا اور انسانی خصائص اپنے اندر رکھتا ہے۔ وبازدہ قصبات اور اُن کے مصیبت زدہ باشندوں سے خصوصاً اور عام خلق اللہ سے جو اس خطرہ میں ہے عموماً ایک قسم کی ہمدردی پیدا کردی ہے۔ اور اسی جوش ہمدردی نے جو **بنی نوع انسان** کے ساتھ کسی **مامور من اللہ** کو ہوتی ہے۔ ہمارے **سیدو امام** جناب مرزا **غلام احمد** صاحب قادیانی **ادام اللہ فیوضہم** کو بھی بےقرار اور بےچین کردیا۔ چنانچہ اور انہوں نے اپنی جماعت کو مختلف مقامات میں صدہا خطوط **توبہ واستغفار** اور خشوع وخضوع سے دعائیں مانگنی اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی تاکید پر مشتمل لکھے اور خود توجہ کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن پر بذریعہ رویاء صادقہ اس وبا کے متعلق چند باتیں ظاہر کردیں۔ جو آپ نے اس اشتہار میں جو ۶ر فروری ۱۸۹۸ء کو **طاعون** کے عنوان سے بکثرت چھپوا کر پنجاب و ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں اور مشہور آدمیوں میں بھیج کر تقسیم کیا۔ اور اس طرح پر **اعلام** الٰہی سے لوگوں کو متنبہ کرکے اپنے فرض سے سبک دوش ہوئے۔ چنانچہ اُسی اشتہار کے خاتمہ کے اشتہار میں سے دو شعر ہمارے اس آرٹکل کے بھی زیب عنوان ہیں۔ یہ **اشتہار** جیسا کہ **سیدنا مرزا صاحب** کا عام دستور ہے۔ **اخبار والوں** کے پاس بھی بھیجا گیا۔ اصل غرض اس اشتہار کی ان کے پاس بھیجنے سے یہ تھی۔ کہ **اخبار نویس** بھی جو اپنے آپ کو **زبان خلق** سمجھتے ہیں۔ اور **ملکی ریفارمیشن** کے لمبے چوڑے دعوے کرنے اور **بھلائی عام** کی صدائیں لگاتے ہیں۔ اُس کو اپنے اخبارات میں شائع کرکے ایک **ہمدرد ملک و قوم** کی دل سوز باتوں سے آگاہ کردیں۔ ہم ابھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ کتنے **اخبار نویس** اسکے اصل مطلب کو پورا کریں گے۔ مگر اتنا ہم **افسوس** اور سخت **شوک** سے کہتے ہیں کہ ہمارے اکثر معاصرین نے **وباء طاعون** کے متعلق کچھ بھی فائدہ اُس پبلک کو نہیں پہونچایا۔ جسکے **ریپریزنٹیٹو** ۔ اور **ایڈوکیٹ** وہ کہلاتے ہیں۔ اور ہم کو یہ کہنے میں بھی تامل ہے۔ کہ گورنمنٹ کے لئے بھی وہ اس **معاملہ طاعون** میں سچے مشیر ثابت ہوئے ہیں۔ بلکہ ان کی رفتار اور دوڑ دھوپ کی حد **قانون طاعون** پر ہی جرح قدح رہی ہے۔ کہیں چھوت چھات پر لمبی چوڑی مباحث اور مذہبی دست اندازی کا جامہ پہنا کر دکھایا گیا۔ اور کہیں جبر و اکراہ اور بےحرمتی کے ڈراونے لباس پہنائے گئے۔ الغرض جب تک ہم کو غور کا موقع ملا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اُن مضامین سے جو **طاعون** کے متعلق ہمارے معاصرین نے لکھے۔ کوئی معتد بہ فائدہ پہونچا ہو۔

المختصر۔ یہ اشتہار جیسا کہ ابھی اوپر ذکر ہوا **اخبار نویسوں** کے پاس بھی گیا ہے۔ اور لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار میں اُس کا کچھ حصہ کسی قدر **تحریف** کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جس پر

ایڈیٹر صاحب نے اپنا حاشیہ بھی چڑھا دیا ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایڈیٹر صاحب کو اُس پر کچھ لکھنے کی ضرورت ہی کیا آپڑی تھی۔ کیا اُس اشتہار میں کوئی ایک بھی بات ایسی تھی۔ جو معقول اور قابل تسلیم نہ ہو۔ بقول اُس کے الہام اور پیش گوئی کے حصہ کے سوا باقی سب باتیں معقول ہیں **بلکہ بہت معقول** ہیں۔ اور اُن کو **قیمتی مشورہ** بتلایا گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے الہام اور پیش گوئی کے لفظوں کو چھوڑ کر جو باتیں اُنکے ضمن میں **سیدنا مرزا صاحب** نے بیان فرمائی ہیں۔ کیا وہ واجب التسلیم نہیں؟ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار نے اُن کے **معقول۔ مؤثر**۔ واجب التسلیم ہونے سے کہیں انکار نہیں کیا۔ **البتہ** اسکو اگر چڑ ہے۔ تو الہام اور پیش گوئی کی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ پیسہ اخبار جو سعدی علیہ الرحمتہ کے اقوال کو یہاں تک پسند کرتا ہے۔ کہ اُس کے اخبار اور **ایڈیٹوریل میٹر** کے ساتھ **موٹوز** بھی اُسی کے ہی چیدہ اقوال میں) اور نہیں تو

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

پر ہی عمل کرلیتا۔ اور اپنے ناظرین کو اُس برکت سے حصہ لینے کے لئے آمادہ کرتا۔ اور کم از کم اس اشتہار پر خود عمل کرکے ادویوں سے کرا کر آزما تو لیتا۔ پھر کچھ لکھنے کی جرأت کرتا۔ بہرحال یہ دانشمندی اور زیرکی نہیں۔ کہ خواہ نخواہ مخالفت کا قلم اٹھایا جاوے۔ ہاں اگر اس سے حصول امتیاز غرض ہو تو یہ امر دیگر ہے۔

پیسہ اخبار کے اس آرٹیکل کا لب لباب اور خلاصہ

مندرجہ ذیل امر ہیں۔

اولاً۔ طاعون باوجود انسداد کی تدابیر کے بڑھتی جاتی ہے۔ جس سے اُسکی ترقی کا اندیشہ قدرتی امر ہے۔

ثانیاً۔ سیدنا مرزا صاحب کی رسالے دربارہ ترقی وبا رکوئی الہامی پیشگوئی کا پہلو نہیں رکھتی ہے۔ عام آدمی بھی ایسا کہہ سکتے ہیں۔

ثالثاً یورپ میں کثرت فواحش ہر۔ وہاں وبا نہیں پھیلی۔ گویا فواحش کی وجہ سے نہیں۔

رابعاً۔ عالم رویا صادقہ میں جو باتیں نظر آتی ہیں۔ وہ بعینہ ہی ضرور واقع ہوتی ہیں۔ تقدیر معلق کے طور نہیں ہوتیں۔

خامساً۔ سیدنا مرزا صاحب کا کچھلی پیدا کرنے والی دوا کو دفع طاعون کے لئے بتلانا۔ اور پھر توبہ و استغفار بھی بتلانا۔ دونوں میں سے ایک بے سود ہے۔ کیونکہ اگر اول الذکر دوا فائدہ کر سکتی ہے۔ تو پھر آخر الذکر کی کیا ضرورت علی ہذا القیاس بصورت آخر الذکر کے درست ہونے کے اول الذکر رائگان ہے۔

سادساً۔ سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار کا باقی حصہ بہت معقول۔ موثر۔ قیمتی مشورہ۔ اور بہت عمدہ۔ مدلل ہے۔

مندرجہ بالا چھ امر ہیں۔ جو پیسہ اخبار کے مضمون سے بطور تلخیص ہم نے لئے ہیں۔ اور اب ہم جداگانہ طور پر ہر ایک پر مختصر سے ریمارک کرتے ہیں امر ششم چونکہ خود پیسہ اخبار کے نزدیک بہت باوقعت اور معقول ہے اور وہ اُسے تسلیم کرتا ہے۔ اس لئے اس پر کچھ بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہ ہوگی۔

امر اول۔ یعنے طاعون کا باوجود انسداد کی تدابیر پر کثرت توجہ کرنے کے اُس کا نہ رکنا ایک ایسا امر ہے کہ اُسکے پھیلنے کو لازم پڑا ہوا ہے۔ اس لئے پیسہ اخبار کے زعم میں اگر کوئی شخص اس کو الہامی رنگ میں بیان کرے تو معاذ اللہ قابل پذیرائی نہیں۔ ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار الٰہیات اور روحانی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا یا نہیں کر سکتا۔ اپنے اسی آرٹیکل کے ابتدا میں وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ جالندھر کے قصبہ کھنگر کلاں میں جب اول اول وبا پھیلی۔ تو حکام کی پوری توجہ اور کوشش سے زیادہ زور نہ پکڑنے پائی۔ اس جگہ گویا وہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد کی تعریف کرتا ہے۔ اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ تدابیر انسداد سے دوسرے لفظوں میں انسداد کلی ہو سکتا ہے۔ مگر ہم کو افسوس ہے کہ پیسہ اخبار کی یہ تعریف نری خوشامد سمجھی جائیگی۔ کیونکہ بمبئی اور پونا۔ شولا پور کی حالتوں نے اور خود ضلع جالندھر کے وبازدہ دیہات اور بقول پیسہ اخبار ہی ان انسداد کی تدابیر نے کچھ فائدہ نہیں پہونچایا۔ اب اگر وبا کو آسمان سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جو پیسہ اخبار (جو قانون اسباب کو نہایت عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھتا ہے۔) ہی بتائے کہ کیوں کامیابی اور پھر پوری کامیابی نہیں ہوتی۔ اور وبا کے پھیلنے کے اندیشہ کا دامن دراز ہی ہوتا جاتا ہے۔ اس سے غور کرنے والوں کے لئے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ تدبر کریں۔ کہ یہ عذاب الٰہی ہے۔ جو شامت اعمال سے پیدا ہوا ہے۔ اور اُس کا پتہ وہی یقینی طور پر دے سکتا ہے۔ جو آسمانی فراست اور سماوی قیافہ اپنے اندر رکھتا ہو۔ ارضی اور سطحی فراست کا اگر یہ کام ہوتا تو ابتک اسقدر تدابیر میں کامیابی ہو گئی ہوتی۔

پیسہ اخبار کو خصوصاً اور عوام کو عموماً معلوم ہو کہ سماوی عذاب بلاوجہ نہیں ہوتے۔ جیسا ہم نے اپنے سب سے پہلے آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔ ان کی وجہ نفس الامر میں انسان کی بد اعمالیاں ہی ہوتی ہیں۔ اور اسپر اضافہ اور طرہ کسی مامور کی بعثت ہوجایا کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ یعنے عذاب الٰہی آنیسے پیشتر کسی مامور کی بعثت ضرور ہوتی ہے۔ عذاب الٰہی اور بعثت مامور دو لازم ملزوم امر ہوتے ہیں اور اگر یہ سوال پیدا ہو۔ کہ مامور رحمت الٰہیہ کا مظہر ہوتے ہیں نہ عذاب الٰہی کا موجب؟ تو آپ اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اُس کا وجود رحمت الٰہی ہی کا تو مظہر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی آن کر یہ بتلاتا ہے۔ کہ عذاب الٰہی آنے والا ہے۔ توبہ اور استغفار سے بچ جاؤ۔ اگر بچنا چاہتے ہو۔ پھر استہزا کرنے والے پکڑے جاتے ہیں۔ اور سعادت مند امتیاز حاصل کرکے بچ جاتے ہیں۔ اور چونکہ اُس کی بعثت لازم ہوتی ہے۔ دنیا کے اعمال بد کو کیونکہ اگر کسی چیز کی اصلاح مقصود نہ ہو۔ اور کوئی چیز قابل اصلاح بھی نہ ہو۔ تو پھر مامور کے مبعوث ہونے کی حاجت ہی کیا ہو؟ پس یہ اللہ کریم کا خاص فضل ہوتا ہے۔ کہ وہ عذاب نازل کرنے سے پیشتر ایک نذیر بھیجدیتا ہے۔ جس کے بعد عذاب الٰہی تیار ہوتا ہے۔ بشرطیکہ رجوع الی اللہ اور توبۃ النصوح نہ کی جاوے۔ یہ ایک سچا امر اور فیکٹ۔ امر واقعی ہے۔ دنیا کے عذابوں کی تاریخ اور ماموران من اللہ کی بعثت کی ہسٹری پر جہاں تک جی چاہے نظر کرکے دیکھ لو۔ اور اس میں راز اور سر یہ ہوتا ہے۔ کہ مامور کے آنے پر عذاب الٰہی ضرور ہی کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے۔ تاکہ طبیعتوں میں بیداری اور خواب غفلت سے چونک اُٹھنے کا مادہ پیدا ہو۔ اور خود قرآن نے ہی اسکو بھی بیان کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلہا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون۔ گویا عذاب الٰہی کے نزول کی فلسفی یہی ہے۔ کہ وہ کسی مامور من اللہ کے آنے پر آتا ہے اور اس لئے آتا ہے۔ لعلھم یضرعون۔ تاکہ اُنمیں تضرع کا مادہ پیدا ہو۔ اب اس عذاب الٰہی کو جو اس وقت طاعون یا دوسرے خوفناک شکلوں میں مختلف امصار و دیار میں پھیل رہا ہے

خشوع اور خضوع پیدا کرنے والے سامان ہیا ہوتے اور یہ بتانا اسی کا خاصہ ہے ۔ جو آسمان سے سماوی فراست لیکر آوے اور جیسا ابھی بیان کیا ۔ اُس کی بعثت جو مخلوق اللہ کی شامت اعمال کا موجب ہوئی ہے اس عذاب کا باعث اُس صورت میں ہو جاتی ہے جب وہ رجوع الی اللہ نہ کریں ۔ تو اسی عذاب کا علاج اور مداوا وہی مسیحا ہو سکتا ہے ۔ جس کی آمد کا وہ ایک نتیجہ ہے ۔ اور اس وقت بھی موجودہ تدابیر انسداد نے یہ ثابت کر دیا ہے ۔ کہ طاعون اُس وقت تک دور نہیں ہونے کی ۔ جب تک اُس مداوا اور علاج پر غور نہ کی جائے گی ۔ جو فطرت انسانی بھی بتلاتی ہے ۔ کہ توبہ اور رجوع الی اللہ کیا جاوے ۔ کیونکہ عام طور پر جب کوئی مصیبت اور بلا آتی ہے تو خواہ مخواہ انسان کے اندر ایک بے چین کرنے والی حرکت پیدا ہو جاتی ہے ۔ جو انسان کو رجوع الی اللہ کا سبق دیتی ہے پس جیسے یہ امر بالکل طبعی کہ انسان وبا اور ہیبت ناک مری کے دنوں میں خواہ نخواہ اُس گھر اور گاؤں کو جہاں وہ رہتا ہے ۔ چھوڑنا چاہتا ہے ۔ جو ہماری گورنمنٹ کی مجوزہ تدابیر کا منشا ہے ۔ ویسا ساتھ ہی اپنے اندر انکساری اور تذلل کا خیال بھی پاتا ہے ۔ جو اُسے توبۃ النصوح کی طرف رہبری کر سکتا ہے ۔ بشرطیکہ وہ اس سے فائدہ اٹھاوے ۔ اور یہی سیدنا مرزا صاحب کا منشا ہے ۔ جو اُن پر ظاہر ہوا ۔

امر دوم ۔ کی نسبت ہم اسی قدر کہیں گے ۔ کہ یہ مادہ پرست اقوام کا خیال ہو سکتا ہے ۔ کہ ایسی باتیں عام حالت موجودہ کو دیکھ کر ایک معمولی آدمی بھی کہہ سکتا ہے ۔ یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر عام قیافہ شناسی اور موقعہ بینی اپنے مقصد میں کامیاب کر دینے والی ہوتی ہے ۔ تو ذرا ایڈیٹر صاحب توجہ فرمائیں ۔ اور ایڈیٹوریل میز کے سامنے بیٹھ کر سوچیں ۔ کہ بمبئی سے چھلانگ مار کر دیار کو کھنکر کلاں سی پہنچنا تھا ۔ جہاں بمبئی کا کوئی کارڈ تک بھی نہیں جاتا ہوگا ۔ پھر جائے کہ کوئی وبازدہ آدمی اس مرض کو وہاں پہونچاتا ۔

اور پھر وہاں سے ضلع ہوشیار پور میں جاتی ۔ اور پھگواڑہ کو پاس سے چھوڑ جاتی ۔ اور اگر انسانی دانش اور عام فراست ان باتوں کی تہ تک پہونچ سکتی تو ایڈیٹر صاحب کی دانش و فراست سے بھی تیز ہوئی گورنمنٹ کے لائق اور دقیقہ رس میڈیکل آفیسرز اپنی تدابیر میں ذرا بھی فیل نہ ہوتے ۔ اور گورنمنٹ کو اس قدر تذبذب اور ہراساں نہ ہونا پڑتا ۔ جو اب اُس کو اپنی رعایا کی بری حالت دیکھ کر ہونا پڑا ۔ اور لکوکھا روپیہ کا خرچ کرنا پڑا وہ نہ کرنا پڑتا ۔ پیسہ اخبار ہی گورنمنٹ اور ملک پر رحم کرے ۔ اور اپنے گیارہ سالہ تجربہ سے کوئی ٹوٹکا بتلاوے ۔ جس سے یہ وبا دور ہو ۔ اور پھر ملک بھر سے دعائیں اور گورنمنٹ سے خطاب و اعزاز لے مگر نہیں یہ نہیں ہوگا ۔ جب تک دلوں کی صفائی اور نیت بخیر نہ ہوگی ؟

امر ثالث کی نسبت ہم حیران ہیں کیا کہیں اور کیا نہ کہیں ۔ پیسہ اخبار سا دانشمند ایڈیٹر ایک ایسا امر پیش کرتا ہے جس کو شاید کوئی معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ۔ وہ تو ایک ریفارمر اور مدبر ہے اور سوشل اور مارل حالات پر بحیثیت ایڈیٹر گہری نگاہیں کرنے والا ہے ۔ کیا وہ نہیں سمجھتا کہ بداطواری اور سیہ کاری بجائے خود کس قدر عذاب الیم ہے جس شخص کی اخلاقی حالت بگڑ جاوے ۔ اور وہ عبودیت کے درجہ سے گر جاوے ۔ اس سے بڑھ کر کون مبتلائے عذاب ہو سکتا ہے ؟ علاوہ ازیں عذاب الٰہی کو طاعون سے مخصوص کرنا بھی ہم نہیں سمجھتے ۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے ۔ عذاب الٰہی مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے ۔ طاعون ۔ زلزلہ مسخ عادات ۔ قحط ۔ جنگیں ۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں ۔ اب کیا پیسہ اخبار ۱۹۰۶ء کو مصیبتوں کا سال لکھنے والا بھول گیا کہ یورپ کس قدر مشوش رہا ہے اور ہے ۔ اور ہمارے نزدیک تو یورپ کا بدکاریوں ۔ کو بدکاری نہ سمجھنا ہی عذاب شدید ہے ۔ ہماری اس فقرہ سے وہ لوگ زیادہ لطف اٹھا سکیں گے جو روحانیات اور الہیات کا کسی قدر بھی مذاق رکھتے ہوں ۔ یورپ کا ایک ایک ملک سخت خطرناک تشویشوں ۔ خطروں ۔ اور فکروں کا

نشانہ بنا ہوا ہے ۔ اس لئے یہ کہنا کہ یورپ والے بدکاریاں کر کے بھی بچے ہوئے ہیں ۔ ٹھیک نہیں ٹھہرے گا ۔ افسوس آتا ہے ۔ کہ بدکاریوں پر فخر کرنا بھی کوئی راحت اور آسائش ہو سکتی ہے کاش یہ لوگ دل رکھتے ۔ اور دیکھ سکتے ۔ کہ یہ عذاب روح کو کیا صدمہ پہونچانے والا ہے ۔ اور ہم تو دعا کرتے ہیں ۔ کہ خدا یورپ سا عذاب کسی ملک پر نازل نہ کرے ۔ خداشناسی اور خدا پرستی کا اُٹھ جانا ۔ ابدی جہنم ہے ۔ اور یہ وہ عذاب ہے ۔ جس کا لاعلاج ہو جانا ممکن نہیں ۔ خدا یورپ کی حالت پر رحم کرے ۔ ان حالتوں کے بعد تباہی آجایا کرتی ہے پیسہ اخبار اگر دانشمند ہے ۔ تو دنیائی تہذیب اور روشن دماغ اور پھر ایسی فواحش میں مبتلا اقوام کی تاریخیں پڑھے ۔ یورپ کی حالت دیکھ کر ہم سچ کہتے ہیں ۔ کہ جگر پھٹا جاتا ہے ۔ اور اس کے مقابلہ میں ہند کو پھر ترجیح دیتے ہیں کہ وہ ابھی اس دائمی اور تباہ کرنے والے عذاب میں مبتلا نہیں ان ساری باتوں کے علاوہ ہم یہ امر بھی جتلانا چاہتے ہیں ۔ کہ بقول استاد ذوق ؎

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو ✤ تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

پیسہ اخبار یورپ کو اپنے حال پر چھوڑے اور اپنا فکر کرے ۔ اپنے اہل ملک کا فکر کرے ۔ جو فی الحال اس آفت میں مبتلا ہیں ۔ اور یا خطرہ میں ہیں سنن الٰہیہ میں سے یہ بھی ایک سنت ہے ۔ کہ جسکی نظیر عام قانون میں بھی ہم پاتے ہیں ۔ اگر کوئی شخص یا قوم کسی قسم کی برائیاں اپنے اندر رکھتی ہو ۔ اور یا ایں ہمہ عام خلق اللہ کو اس سے فوائد کثیر بھی پہنچتے ہوں ۔ تو وہ فواید من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ کے موافق کسی وقت تک اُن کی رستگاری کا موجب ہوتے جاتے ہیں ۔ اس لیے اہل یورپ نے اہل ہند اور دنیا کو بڑے بڑے فوائد پہونچائے ہیں ۔ اور اُن میں سے ہی ایک ہماری گورنمنٹ ہے ۔ جسکے زیر سایہ ہم بہت امن آسایش سے رہتے ہیں پس یورپ پر سر دست عذاب نہ آنے کی یہ بھی ایک وجہ موجہ ہے

اور اونکی نیک نیتی عام فائدہ رسانی کسی وقت مقررہ تک اس زہر کے لئے تریاق بنی ہوئی ہے۔ جو بعض دوسری کمزوریوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے پیسہ اخبار کا ایسا خیال بالکل بے مطلب اور بے معنی ہے۔ اور سنن الٰہیہ پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔

امر چہارم کی نسبت بھی ہم کو افسوس کرنا پڑتا ہے۔ کہ پیسہ اخبار اس کوچہ سے ناواقف اور نابلد معلوم ہوتا ہے۔ اگر اس نے مکاشفات اور رویاء صادقہ کی فلاسفی اور ماہیت پر غور کی ہوتی۔ یا غور کرنے کی کوشش کی ہوتی تو اُسے یہ مصیبت پیش نہ آتی۔ اور یا کم از کم وہ قرآن کریم بھی تدبر سے پڑھتا۔ تو ایسی فاش غلطی نہ کھاتا۔ جن لوگوں کو مکاشفات اور رویاء اور الٰہیات پر کوئی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اوس کی رائے پر ہنسیں گے۔ کہ یہ پیسہ اخبار کیا کہتا ہے۔ کہ قضاء مبرم کے سوا رویا ء صادقہ میں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ ہم رویاء صادقہ پر کوئی مبسوط مضمون دوسرے وقت پر لکھیں گے۔ جس میں اوس کی فلسفی خوب کھول کر بیان کریں گے۔ اس مختصر مضمون میں جو باوجود اختصار طویل ہو گیا ہے۔ زیادہ گنجایش نہیں پاتے۔ یہ ایک مسلّم بات ہے کہ انذار اور تخویف کے متعلق جو پیشگوئی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ مشروط ہوتی ہیں۔ معاذ اللہ خدا چڑچڑا مزاج نہیں رکھتا۔ کہ بندوں کے استغفار اور رجوع پر بھی وہ یہی ضد کرے۔ کہ نہیں میں تو تمہیں مار کر ہی دم لوں گا۔ بلکہ وہ توّاب الرحیم خدا ہے۔ اور اس لئے عذاب نازل کرنے سے پیشتر اتمام حجت کرتا ہے۔ جو اسکے کمال فضل اور رحم کی دلیل ہے۔ اور یہ کہنا کہ رویاء صادقہ میں تقدیر مبرم ہی نظر آتی ہے۔ بڑی بھاری غلطی ہے قرآن کریم اور دیگر صحف انبیاء اور اولیاء اللہ کے ملفوظات اور واقعات ایسی باتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ کہ جب کبھی عذاب اور انذار کی خبر بذریعہ مکاشفات یا الہام اللہ تعالےٰ نے اُن پر ظاہر کی ہیں۔ وہ کبھی بھی مبرم نہیں ہوتیں حضرت یونس کا قصہ اور قوم ہود و قوم لوط اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے حالات قرآن کریم میں بصراحت موجود ہیں۔ پیسہ اخبار خود تدبر کرے۔ اور ہمارے ناظرین بھی سوچیں۔ اور اس بات کو بحضور قلب یاد رکھیں۔ کہ اگر عذاب الٰہی اٹل ہو۔ تو پھر دنیا میں نذیروں کے آنے کا کیا فائدہ؟ کیا خدا (معاذ اللہ) عبث کام بھی کیا کرتا ہے؟ ایسا خیال اور اعتقاد رسالت کے سلسلہ پر پانی پھیرنے والا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ان باتوں کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ ہم صرف حضرت نوح کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو سورۃ نوح میں مرقوم ہے۔

انا ارسلنا نوحًا الیٰ قومہ ان انذر قومک من قبل ان یّأتیھم عذاب الیم۔ قال یاقوم انی لکم نذیر مبین۔ ان اعبدوا اللّٰہ واتقوہ واطیعون۔ یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخّرکم الیٰ اجل مسمّی۔ پ ۲۹

اب ان مقدس آیات پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تقوی اور اطاعت اور رجوع الی اللہ سے عذاب الیم کو ٹلا دیتا ہے۔ اور دور ذالک موت سے جو قبل از وقت بصورت عذاب آجاتی ہے۔ بچا لیتا ہے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ ان آیات ہی پر غور مزید کرکے مزید العمر کا اصول اور مسئلہ نکالا گیا ہے۔ جس کو کسی دوسرے وقت پر فلسفیانہ رنگ میں ہم بیان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اب پیسہ اخبار کا یہ کہنا کہ رویاء صادقہ میں قضائے مبرم ہی دکھائی جاتی ہے۔ یہ بداہت باطل ثابت ہوتی ہے۔ ہم کو افسوس تو یہ ہے۔ کہ پیسہ اخبار باوجود مسلمان ہونے کے ایک ایسے مہتمم بالشان مسئلہ کے خلاف چلا ہے۔ جس پر ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایمان بالرسالت کا دارومدار ہے۔ ہمکو پیسہ اخبار سے امید کرنی چاہئے۔ کہ وہ اپنی اس عظیم الشان غلطی کی اصلاح کرے گا۔ اور بذریعہ اخبار اس کو شائع کر دے گا۔ تاکہ اُس کی ۱۵۔ فروری والی تحریر کسی سادہ لوح کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو کر اُس کے عذاب کا باعث نہ ہو جاوے *

امر پنجم کی نسبت اب ہم نہیں سمجھتے کہ مندرجہ بالا امور کی توضیح کے بعد بھی وقت باقی رہے۔ پیسہ اخبار کی یہ غلطی ہے کہ سیدنا مرزا صاحب نے وباء کا آنا یقینی طور پر مان لیا ہے۔ اور اُس کو قضاء مبرم سمجھ کر پھر صدقات اور پاک تبدیلی کی تعلیم دی ہے۔ سیدنا مرزا صاحب نے جہاں اس رویا کو لکھا ہے۔ اوسکے ساتھ ہی رویا ختم کرتے ہی اپنا وہ الہام لکھا ہے۔ جسکو ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ پیسہ اخبار نے محرف کر دیا ہے اور اسکا ایک جزو بلکہ جزو اعظم ہضم کر لیا ہے۔ جو دانشمند دیانتدار کے بدنام کرنیوالی غلطی ہے۔ اصل الہام یہ ہے۔

ان اللّٰہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا ما بانفسھم انہ اوی القریۃ

آخری حصہ انہ اوی القریۃ کو پیسہ اخبار ہضم کر گیا ہے۔ جو بہت ضروری تھا۔ خیر ہم اسکو فروگذاشت سمجھ لیں گے۔ ہاں تو اول سیدنا مرزا صاحب نے طاعون کی آمد پنجاب کو قضائے مبرم نہیں کہا۔ قضاء معلق قرار دیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ ہر دو علاج جو سیدنا مسیح الزمان نے روحانی قواعد کے راز سے استفادہ کرکے ایک تو ظاہری علاج بتلایا ہے۔ اور دوسرا روحانی۔ ہمکو افسوس ہے۔ کہ ایک میٹریلسٹ اور اسباب پرست دہریہ بھی اسکو متناقض نہیں کہہ سکتا۔ ایک بیمار کیلئے دوا اور غذا دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہوتا ہے۔ یا دوا اور پرہیز غرض کہ ایک عام مریض کے لئے بھی دو ہی سلسلہ ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں کوئی کام نہیں جو دو سلسلوں سے وابستہ نہ ہو۔ ہم تفصیل کر دیتے اگر گنجایش اور طوالت مانع نہ ہوتی۔ بہرحال جیسے ایک مریض کے لئے دوا دفع مرض کے لئے دی جاتی ہے۔ اور مناسب غذا (جس کے اجزا ایک طرف تو دوا کی خاصیت رکھتے ہوں۔ دوسری طرف بیماری کی زائل کردہ قوت کو نشو و نما دینے والے ہوں) طاقت کے پیدا ہونے کے لئے دی جاتی ہے۔ اسی طرح نظام روحانی میں بھی یہ سلسلہ یوں ہی چلتا ہے۔ خارش پیدا کرنے والی دوا جو بتلائی گئی ہے۔ وہ بطور پرہیز یا غذا کے ہے۔ اور اصل علاج وہ توبہ اور استغفار ہے۔ جسکی طرف سیدنا مرزا صاحب نے (فداہ روحی) زور دیا ہے۔ اور عام خلق اللہ کو کثیر التعداد اشتہار چھاپ کر اطلاع اور

تسلیم کی ہیں سے ۔ مبارک ہیں وہ لوگ اور سعادت مند ہیں ۔ وہ دل جو دنیا میں آئے ہوئے نذیر کی باتوں پر کان رکھتے ہیں ۔ اور نہ صرف اُسے سُن لیتے ہیں ۔ بلکہ اُس پر عمل کرنے کے لئے مستعد ہو کر اس دردناک عذاب سے بچنے کا سامان پیدا کر لیتے ہیں ۔ جو دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور شریروں کو کھٹم کر جاتا ہے قابل افسوس اور واجب الرحم ہیں وہ نا عاقبت اندیش جو استہزا اور ٹھٹھے سے ان کو دیکھتے اور تمسخر سے ان پر سے گذر جاتے ہیں ۔ اور اپنی ہلاکت کا سامان اپنے ہاتھوں پیدا کر لیتے ۔ اور اوروں کے لئے موجب عبرت ہو جاتے ہیں ۔ (ربنا لا تشمت بنا الاعداء ولا تجعلنا فتنۃ للظالمین) ہمکو اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس کا یہ علاج کہاں تک مفید ہے ۔ پیسہ اخبار خود ہی معترف ہے ۔ کہ شامت اعمال کا نتیجہ عذاب ہوتا ہے ۔ اور وہ ناپاک تبدیلی ہی سے دور ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ نادر شاہ کے قتل دہلی کے واقعہ کی مثال دیکر خود ہی دلیل ہو گیا ہے ۔ گو ہم جانتے ہیں کہ اوسنے اس خیال اور نظر سے یہ شعر

دیدہ عبرت کشا و قدرت حق را ببیں
شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

نہیں لکھا ۔ بلکہ اس خیال سے لکھا ہے ۔ کہ یہ خیال کہ عذاب الٰہی بندوں کی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے سیدنا مرزا صاحب ہی کا نہیں ۔ اور استہزاً اور بہ خیال خویش تاریخی ثبوت پیش کرنے کی نیت سے لکھا ہے ۔ مگر اچھا ہوا ۔ کہ یہ واقعہ ہی اُس کو ملزم کرتا ہے اس واقعہ قتل عام سے صاف معلوم ہو گیا ہے ۔ کہ جب تک لوگوں نے اپنے فعل شنیعہ یعنے بدظنی اور بدسلوکی سے توبہ کر لی اور نادر شاہ کی زندگی کے قائل ہو کر شمشیر گلے میں ڈالے رجوع نہ کی قتل کا ہاتھ بند نہ ہوا ۔ دیکھو جب ایک دنیا دار بادشاہ رجوع سے چھوڑ سکتا ہے ۔ تو کیا خدا تعالےٰ کو وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے ۔ اب سمجھتے ہیں کہ پیسہ اخبار کی تمام باتوں کا جواب آ چکا ۔ اس لئے اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں ۔ اور دعا کرتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالےٰ اُس کو سوچنے والا دل بخشے ۔ اور ہمکو بھی عمل حسنہ کی توفیق دے تا کہ ایسا نہ ہو ۔ ہم اس بات کو معلوم کر کے بھی اُس پر عامل نہ ہوں ۔ اور زیادہ جوابدہ اور مورد عذاب ہو جاویں ۔ ربنا وقنا عذاب النار ۔ اے الہ العالمین ہم کو توفیق عمل نصیب کر ۔ اور ایک نیا دل عنایت کر جو تیری عظمت کو قبول کرے ۔ اور تیری صرف تیری ہی طرف جملہ آفات و بلیات سے بچنے کے لئے بھاگے ۔ آمین ۔

بالآخر ہم چاہتے ہیں ۔ کہ اتنا اور کہدیں ۔ کہ سیدنا مرزا صاحب نے جن باتوں کی ہدایت کی ہے ۔ اُن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہیں ۔

اوّل ہماری گورنمنٹ نے جو تدابیر حفظ ماتقدم یا تدابیر انسداد کی صورت مرض طاعون سے بچنے کے لئے کی ہیں ۔ وہ فطرتی اور انسانی خواہش کے موافق ہیں جن سے بہتر اور صورت ممکن نہیں ۔ اور اُس کے لئے ہم سب کا فرض ہے ۔ کہ گورنمنٹ عالیہ کی تدابیر پر عمل کرنے اور کرانے میں اُس کی مدد کریں ۔ کیونکہ وہ رعیت ہی کی بھلائی کے لئے دل سوزی سے تدبیر کرتی اور تکالیف اُٹھاتی ہے ۔ اس لئے ہر متنفس کا فرض ہے ۔ کہ وہ جس طرح ہو سکے اس کام میں گورنمنٹ کو مدد دیں ۔ اور اس بدظنی اور بدگمانی سے لوگوں کو بچاویں جو اون کی ہلاکت کا موجب ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ مریض کو لازم نہیں کہ ڈاکٹر کی رائے کا سقم دریافت کرتا پھرے ۔ سانپ جب آستین میں گھس جاوے ۔ تو اُس کو نکالنے اور مارنے کی فکر کرنی ضروری ہے ۔ نہ اون اسباب پر بحث کرنی کہ کیونکر گھس آیا ۔ پس مریض اگر ڈاکٹر پر یا بچہ اپنی ماں پر بدگمانی اور بدظنی کرے ۔ تو وہ شفا نہیں پا سکتا ۔ اور یہ پرورش حاصل نہیں کر سکتا ۔ اس لئے گورنمنٹ کی تدابیر حسنہ پر بے جا نکتہ چینی اچھی نہیں ۔ البتہ یہ گورنمنٹ خود جانتی ہے کہ پلیگ ڈیوٹی پر کیسے با اخلاق انسان متعین ہونے چاہیئں اور وہ خود انسانی ہمدردی کے لحاظ سے اچھا سلوک کرنے کے لئے طیار رہیں گے ۔ یا اون کو ہونا چاہیئے ۔

دوسرے ۔ چونکہ عام اندیشہ انتشار وبا کا ہے اس لئے پاک تبدیلی کی ضرورت ہے ۔ ہم نہیں سمجھتے کوئی معقول آدمی اس امر کو برا سمجھے ۔ کون نہیں چاہتا کہ لوگ نیک اخلاق خوش معاملہ بنیں ۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ عبودیت والا تعلق پیدا کریں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا ۔ کہ جب انسان برائیوں اور بد اطواریوں سے توبہ کر لے گا ۔ اور پاکیزہ اخلاق اور قابل تعریف چال چلن اختیار کر لے گا ۔ اور پھر وباء کے پھیلنے کی صورت میں اُس کے اخلاق اور عادات اُس کو بنی نوع انسان کی ہمدردی پر مجبور کریں گے ۔ وہ گورنمنٹ برطانیہ کی سچی عظمت اور قدر کر سکیگا ۔ اور اُس کی مجوزہ تدابیر سے فائدہ اُٹھا لے گا ۔ اور ان ساری باتوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا ۔ کہ اُس کو بلا وجہ بدظنی کرنے کا مادہ پیدا نہ ہوگا ۔ جس سے وہ اُن تدابیر سے فائدہ اُٹھا لے گا ۔ جو گورنمنٹ نے بڑی دور اندیشی سے وضع کی ہیں ۔ پس یہ دو امر ہیں ۔ جو بطور روح رواں کے ہیں ۔ اس لئے ان باتوں پر استہزا اور ہنسی اڑانا کسی دانشمند اور خیر خواہ ملک کا کام نہیں ہونا چاہیئے ۔ اصل مطلب سے غرض رکھنی ضروری ہے ۔ اور جب پاک تبدیلی ہو جاویگی تو وباء سے محفوظ ہو کر باقی مدارج ایمان پر بھی انسان ترقی کرنے کے قابل ہو جاوے گا ۔ ان ساری باتوں کو چھوڑ کر خدا ترسی اور نیکوکاری اور پاکیزہ چال چلن ایسی باتیں ہیں جن کی ہر حال اور ہر وقت انسان کو ضرورت ہے ۔ وبا ہو یا نہ ہو ۔ عام طور پر کیا پیسہ اخبار یا کوئی اور معقول آدمی بھی چاہتے ہیں ۔ کہ لوگ حیوانوں اور درندوں کی سی زندگی کریں ۔ یقیناً پھر ایسی کارآمد باتوں اور قیمتی مشوروں کو یوں ہی سرسری نظر سے دیکھ جانا بھی مناسب نہیں ہو سکتا ۔

ایک ضروری التماس

الحکم کا یہ پہلا نمبر ہے ۔ جو دارالامان سے شائع ہوتا ہے ۔ بوجہ ضروری مضامین کی وجہ سے ترتیب قاعدہ نہیں رہی ۔ اور پوسٹ ماسٹر جنرل کی منظوری دخال محصول بحملہ حاصل ہونے کی وجہ سے روانگی میں بھی دیر ہوئی ہے ۔ اس لئے ۲۰ فروری کا پرچہ ہم شائع نہ کر سکیں گے ۔ بلکہ یہی دو نمبروں کی بجائے سمجھا جائیگا ۔ شروع مارچ سے انشاءاللہ باقاعدہ ناظرین تک پہونچنے کا فخر حاصل کرے گا ۔

ضرورت

میں کسی غیر مسلم یا شریف ماں باپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری عمر ۲۵ سال ہے آمدنی دس بارہ روپیہ اور بڑی جاگیر زمین ہے شیخ ہوں مجھے اسبات کی پرواہ نہیں کہ لڑکی کس قوم کی ہو بلکہ میرا مدعا یتیم کو پرورش کرنا ہے اور ہر طرح آرام دینا چاہتا ہوں ۔ الہٰی بخش ۔ ایسا کوئی ہے

مکاتیب دلچسپ

اس عنوان کے تحت میں وہ مکتوب خصوصاً درج ہوا کریں گے۔ جو حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان نے اپنے خدام یا دیگر مذاہب کے سربرآوردہ لوگوں کو لکھے ہیں اور وہ مکتوبات عموماً درج ہوا کریں گے جو ہمارے احباب اپنے مخالف مرزا مولویوں یا احباب کو لکھتے ہیں۔ آج ہم تیمناً و تبرکاً سیدنا امام الوقت کے چار بہت لیکن بہت ہی نادر مضامین پر مشتمل کرامت نامے درج کرتے ہیں۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ ایڈیٹر

نمبر اول

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام ایک گرامی نامہ

کرامت نامہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپکے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے۔ کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت . . . . . اللہ جل شانہ کا یہی قانون قدرت ہے کہ عسر یسر دونوں متبادل وارد ہوتے رہتے ہیں۔ سو یسر تو خود موافق خواہش نفس انسانی ہے۔ لیکن عسر بھی بحالت موافقت باللہ و انشراح قلب و رضا بقضا و محبت ذاتیہ مولیٰ برنگ یسر ہی دکھائی دیتا ہے۔ اور ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے۔ بائی در زنجیر پیش دوستان کی کیفیت سروری وہ شخص بآسانی سمجھتا ہے۔ جو کسی ایک آدھ جرعہ محبت سے کسیقدر مستی حاصل کرتا ہے۔ وہ نفس ہمیشہ خوش رہنے کے لئے اختیار نامرادی جیسی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان ایک ذات کامل کو اختیار کرکے اپنے دل میں ترک مرادات کا اصول قائم کر لیتا ہے تو عجیب راحتیں پاتا ہے۔ بشرطیکہ اس اصول کے اختیار کرنے میں خود ناقص نہ ہو یہی حقیقت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی ہے۔ استقامت یہی ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی جنبش و ہنگ سے اپنے موافقت بالمولیٰ میں ذرا اجنبش نہ آوے۔ خدا تعالیٰ ہم کو اور آپکو یہ استقامت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔ ۱۳ فروری ۱۸۸۷ء

نمبر دوم

بابو محمدؐ کے نام

مولیٰ کریم جلشانہ جو قادر مطلق ہے۔ اس پر قوی امید رکھیں۔ وہ آخر اپنے مبتلا بندوں پر رحم کرتا ہے۔ راستی رجوع کرنیوالوں کو کبھی ضائع نہیں کیا۔ اسکی قدرت اور طاقت کا کس نے انتہا پایا ہے۔ غم کے دنوں میں بہت مزہ ہے اور بہت کچھ برکتیں ہیں۔ مگر بعد میں سے قدر معلوم ہوتی ہے۔ ۲۱ اگست ۱۸۹۵ء

نمبر سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے نام

خدا آپکو امراض بدنی و روحانی سے نجات بخشے۔ ہمت کو بلند رکھو اور نظر اٹھا کر دیکھو کہ یہ دنیا جسکے لئے انسان مزاہمت اور کاہلی اختیار کرتا ہے کسیقدر ثبات و استحکام رکھتی ہے کیا حباب کیطرح نہیں جسکے عدم اور وجود کا گویا ایک ہی زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے ہر وقت بصیرت چاہو تا وہ دنیا کی بے ثباتی ظاہر کرے۔ اور قوت چاہو تا اسکی طرف قدم اٹھا سکو۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ وہ ایک عرصہ اور ایک مدت دراز اپنے اہل و عیال میں امن اور خوشی اور راحت سے گذارے۔ اور پھر آخر کار خالی ہاتھ جائے۔ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ اور اُس پر وہی فتح پاتا ہے جو خدا تعالیٰ سے بیعت الموت کرے۔ جو بیعت الموت خدا تعالیٰ سے کرتا ہے۔ اسکو غیبی قوت ملتی ہے اور جسطرح تارے بے ستون کھڑے ہیں اور گرتے نہیں۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کے عہد پر کھڑا رہتا ہے اور گرتا نہیں۔ بے آرامی میں رہو جبتک سچا آرام نہ پاؤ۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ اسلام کی حقیقت سے بے خبر اور اسلام کی صورت پر ناز کر رہے ہیں۔ مگر تمام حقیقت اسلام کی یہی ہے کہ انسان بکلی خدا کیطرف چلا آوے اور جان اور مال اور اہل اور عیال وغیرہ لوازم زندگی میں سے کوئی چیز اسکو روکنے والی نہ ہو۔ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔

نمبر چہارم

دیگر

ذوق اور بے ذوقی کی حالت میں جسطرح ہوسکے اعمال صالحہ کی بجا آوری میں لگے رہیں۔ جب انسان پختہ عہد کرکے ثابت قدمی سے طاعت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو بیذوقی سے ذوق اور بے حضوری سے حضور پیدا ہو جاتا ہے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا کا تکرار نہایت موثر چیز ہے۔ کیسی ہی بے ذوقی و بیمزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ یعنی کبھی تکرار آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین کا اور کبھی تکرار آیت اھدنا الصراط المستقیم کا اور سجدہ میں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔ زندگی کا ذرا اعتبار نہیں اور دنیا کی خوابگاہ نہایت دھوکہ دینے والی چیز ہے رات کو دعا کرو صبح کو دعا کرو جنگل میں جا کر دعا کرو جماعت کی ساتھ دعا کرو۔ اور تنہائی میں دروازے بند کرکے دعا کرو کہ تا خدا تعالیٰ نفس امارہ سے آزادی بخشے۔ جہانتک ہوسکے گریہ و زاری کی عادت ڈالو کہ رونے والوں پر اسکو رحم آتا ہے۔ کوشش کرو کہ تا خدا تعالیٰ کے روبرو ایسے صاف و پاک جاؤ جیسے قرآن شریف کی ہدائتوں کے رو سے اسکا منشا ہے کاہلی کچھ چیز نہیں اور بے مجاہدہ کوئی کسی منزل تک نہیں پہونچ سکتا۔

پاک کلمات دعائیہ جو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک ہونٹوں سے نکلی ہوئی ہیں

اے رب العالمین۔ تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو۔ اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ ثم آمین۔

دُعا کے لئے خطوط

حضرت اقدس کے پاس دوبارہ قصبہ سرہال قاضیاں ضلع جالندھر سے نہایت ہی عجز و انکسار سے بھرا ہوا خط بارہ دعا پہونچا کہ سخت عذاب ہو رہا ہے مردوں کا جنازہ اور رسوم اسلام ادا نہیں ہو سکتے۔ خدا رحم کرے۔ حضرت دعا کی

قادیان دارالامان کا ہفتہ

۱- موسم پچھلے چند روز سے بوجہ نزول باران رحمت خنک سرد رہا- بارش خوب ہوئی- اولے بھی پڑے دو دن سے آسمان کھل گیا ہے-

۲- معارف و حقایق قرانی کا دریا بدستور بہتا رہا- حضور اقدس امام ہمام کے ملفوظات آیندہ سلسلہ وار درج ہوا کرینگے گویا دارالامان کی ہفت روزہ ڈائری الحکم کے ذریعہ شائع ہوا کریگی- جو تقریریں حضرت حجۃ اللہ بیان فرمایا کریں گے وہ برابر شائع کی جایا کریں گی-

۳- مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی دعا و جعلنا للمتقین اماما قبول ہوگئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ دارالامان میں حضرت اقدس کے مقرر کردہ امام ہیں مولانا صاحب جمعہ اور روزمرہ کی نمازیں پڑہاتے رہے اور جمعہ میں پنجابی لہجہ میں نہایت ہی موثر وعظ فرماتے رہے- جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جوق در جوق لوگ کشتی بیعت پر سوار ہونے لگے- ہم مولانا صاحب ممدوح کے سرمن (وعظ) بھی سلسل چھاپنے والے ہیں-

۴- ہمارے مسافر- دارالامان میں اسوقت قریباً پچاس کے قریب باہر سے آئے ہوئے احباب ٹھہرے ہوئے ہیں جنمیں سے قابل ذکر احباب یہ ہیں- سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا مدراس سے آئے ہوئے ہیں- سیٹھ آدم اسماعیل بمبئی سے تشریف لائے ہیں یہ صاحب طاعون کے نشانہ ہوئے تھے مگر اللہ کریم کے کمال فضل سے بچ گئے- لاہور سے اکثر احباب تشریف لائے ہیں-

۵- درس قرآن مولوی نورالدین صاحب کا درس قرآن باقاعدہ اور مسلسل طور پر ہوتا ہے- اور پھر مولانا نورالدین کا درس اور درس بھی قرآن کا عجیب و غریب نکات کا مخزن ہوتا ہے-

تالیفات و تصنیفات

کتاب البریت چھپکر طیار ہوگئی اور ہاتھوں ہاتھ جا رہی ہے قیمت عہ ہے ایک بے نظیر اور زبردست کتاب ہے جسمیں علاوہ حالات مقدمہ ہنری کلارک حضرت اقدس مسیح موعود دام اللہ فیوضہم کی سوانح عمری بھی کسیقدر اختصار کے ساتھ درج ہیں-

چہل حدیث جو مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے لکھی ہے- جسمیں چالیس حدیثیں ایسی بیان کی ہیں جو اون واقعات پر مشتمل ہیں جو بوجب حضور خیر الانام بانی اسلام علیہ الصلواۃ والسلام نے تصدیق مہدی و مسیح آخرالزمان کے لئے بطور پیشگوئی فرمائی تہیں- یہ کتاب زیر طبع ہے-

رپورٹ سالانہ جلسہ- دسمبر ۱۸۹۷ء میں جو عظیم الشان جلسہ بمقام دارالامان قادیان ہوا تہا اوسکی مفصل رپورٹ جو بہت سے اسرار و معارف قرانی و علاج امراض روحانی پر مشتمل ہے عنقریب شائع ہوگی- بڑے اہتمام اور انصرام سے طیار کی گئی ہے جسکی ساڑہے چھ سو کے قریب جلدوں کی درخواست پہلے ہی ہوچکی ہے خریداروں کے نام درج رجسٹر ہو رہے ہیں- ہمارے ناظرین بہت جلد درخواستیں بھیجیں-

سلسلۃ الموعظۃ الحسنہ بالکتب والسنۃ کا پہلا نمبر جسمیں ایک ڈاکٹر کے اعتراضات سورہ تبت کا لطیف جواب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نہایت عجیب طرز پر دیا ہے فلسفیانہ اور صوفیانہ ہر دو رنگ اوسمیں موجود ہیں کتاب زیر طبع ہے یکم مارچ سے بھی پہلے طیار ہو جاویگی- یہ سلسلہ بہت ہی لطیف ہوگا- یہ کتاب کثرت کے ساتھ شائع اور تقسیم ہونی چاہئے اس لئے ہمارے اہل دل اصحاب اسکی متعدد کاپیاں خرید کر تقسیم کریں اور اجر عظیم لیں- قیمت ۲ فی جلد ہے-

اپنے ناظرین سے التماس

الحکم اب جس رنگ اور ڈہنگ سے شائع ہوگا آپ خود دیکھ لیں گے- حضرت اقدس کے کلمات طیبات اسمیں درج ہوتے رہا کریں گے اور ضروری امور کی خبریں جو دارالامان میں ہوتی ہیں گی ناظرین تک پہونچتی رہیں گی- بہرحال الحکم اب ایک نئی طرز کا اخبار ہوگا- غرض جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیں گے- اب غور طلب امر یہ ہے کہ کوئی کام ہو باہمی امداد کے بغیر نہیں چل سکتا- اسلئے اس لئے ہمارے ناظرین اس رول کو ایک پکا قاعدہ سمجھ لیں کہ جب تک ۳ سے سالانہ پیشگی قیمت جو عوام سے مقرر ہے نہ بھیجدیں گے اخبار جاری نہ ہوگا ایک نمبر بھیجکر سکوت کیا جائیگا- خواص اور معاونین اخبار جو کچھ بطور اعانت عطا فرمائیں گے شکر گذاری سے لیا جاویگا-

ہمارے قلمی معاون

ہمارے قلمی معاون کوتاہ قلمی سے کام نہ لیں اور اپنے بیش قیمت خیالات سے ہمارا ہاتھ بٹائیں-

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان

جس مدرسہ کی ضرورت اجراء پر اکتوبر ۱۸۹۷ء میں اشتہار دیا گیا تہا جنوری ۱۸۹۸ء سے اوسکا افتتاح ہوگیا ہے- اسوقت ۷۰ طالب علم درج رجسٹر ہیں اور چار مدرس جو سیدنا مرزا صاحب کے مشن کے خادم ہیں- مدرسہ کے نصاب تعلیم میں دینیات لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے اور عام مدرسوں کی نسبت یہ لحاظ اور خیال رکھا گیا ہے کہ طالب علم چھ سال کے اندر پنجاب یونیورسٹی کے امتحان مڈل میں داخل ہو سکے- اور انگریزی تعلیم حروف تہجی شروع کرتے ہی شروع ہوتی ہے- مدرسہ کا انتظام ایک مجلس ناظم التعلیم کے سپرد ہے جسکے جنرل سکرٹری خواجہ کمال الدین بی- اے ایل ایل بی سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مقرر ہوئے ہیں اور میر مجلس جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب بھیروی اور پیٹرن اور سرپرست حضرت اقدس حجۃ اللہ سیدنا مرزا صاحب مسیح موعود دام اللہ فیوضہم- دو سو سے زائد ممبروں کے نام درج رجسٹر ہوچکے ہیں- اسوقت دوسری مڈل تک مدرسہ میں تعلیم دیجاتی ہے- بورڈنگ ہوس کی تجویز ہو رہی ہے- عنقریب کھلنے والا ہے ہمارے احباب اور عوام لوگ جو دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ مند اور متمتع ہونا چاہتے ہیں اپنے لڑکے بھیجیں بورڈنگ ہوس کے قواعد عنقریب شائع ہونگے- اسوقت تک مدرسہ میں کوئی فیس بھی نہیں لی جاتی- گو کچھ عرصہ کے بعد بہت قلیل فیس لگائی جاویگی-

ہمارے شاعر طبع آزمائی کریں

ذیل میں ایک مصرع لکھا جاتا ہے جو ہمارے دوست محمد علی شاہ مدرس غوطہ فتح گڈہ نے بغرض طبع آزمائی کہا ہے- آپ ایک غزل لکھی جاوے

مصرع طرح- مرحبا سید مدعی مہدی موعود و مسیح-